کے انداز میں کہا کہ یہ باہر سے آئے ہیں۔ اُنھوں نے بڑھتے ہوئے فرقوں کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ وہ نائجیریا میں مسیحیت کے لیے اسی طرح نقصان دہ ہیں جیسے دوسرے ملکوں میں ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ گروہ اپنے آپ کو بطور مسیحی پیش کرتے ہیں مگر حقیقت میں انھیں یسوع کے چرچ کی روایتی رسولی بنیادوں کے ساتھ بہت کم تعلق ہے۔

یہ گروہ "رسول" اور "نبی" کے الفاظ اکثر صحیح یا غلط طور پر استعمال کرتے ہیں جن کے بائبل میں واضح الہیاتی معانی ہیں اور یہ لوگ بائبل کو اپنی مقدس اور الہیاتی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ قائم مقام آرچ بشپ وگانو نے چرچ کے منتظمین پر زور دیا کہ وہ مومنین کو ان دھوکے بازوں کی چکنی چپڑی باتوں اور دعووں سے خبردار کریں جو روایتی چرچ اور معروف مسیحی فرقوں کے نمایاں شعائر، مذہبی رسوم اور ملبوسات کی وضع قطع سب ہی خارجی علامات استعمال کرتے ہوئے "ہماری برادریوں" کے کمزور ایمان لوگوں کو بہکاتے ہیں۔

جب وگانو جوس (نائجیریا) میں یہ گفتگو کر رہے تھے، نائجیریا میں "پاپائی کونسل برائے مکالمہ بین المذاہب" کے صدر کارڈینل فرانسس ارنزے نے ایک دوسرے شہر "اوبری" میں کہا کہ وہ ملک میں روپے پیسے پر مبنی سیاست سے پریشان ہیں۔ اُنھوں نے بتایا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض نائجیرین ووٹ حاصل کرنے کے لیے لوگوں میں رقوم تقسیم کر رہے ہیں۔

کارڈینل ارنزے نے بتایا کہ نائجیریا اُسی صورت میں اچھے رہنماؤں والا ایک بہتر ملک ہوگا جب ہر نائجیرین یہ فیصلہ کرے کہ کوئی شخص اُس کا ووٹ "رقم" سے خرید نہیں سکتا، چاہے یہ رقم کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ چرچ کے منتظمین کے سیاست میں حصہ لینے کے حوالے سے کارڈینل ارنزے نے کہا کہ اگرچہ ویٹکین سیاست میں حصہ لینے سے پادریوں کو منع نہیں کرتا تاہم "فعّال جماعتی سیاست میں شرکت کسی پادری کے عملِ رسالت میں معمول کا کام نہیں ہے۔" [رپورٹ: اے۔ پی۔ ایس بلیٹن]

ایشیا

انڈیا: "دُنیا میں الٰہی انصاف - مداخلت کا تناظر" [ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے دوسرے سالانہ کورس کا موضوع]

"ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز" نے اکتوبر۔ نومبر ۱۹۹۲ء میں اپنے دوسرے سالانہ کورس کا اہتمام کیا تو اخبارات کے لیے انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے جاری کردہ خبر کے مطابق

"حیدر آباد [آندھرا پردیش] دو ہفتے تک بعض تحدّی آمیز افکار کا منظر پیش کرتا رہا۔" کورس کا موضوع تھا، "مصالحت کی بنیادیں۔" ۲۲ مسیحی پاسبان اور غیر مختص مشنری، جن میں سے بعض بشپوں کی نمائندگی کر رہے تھے، دو ہفتے کے لیے اس موضوع پر دماغ لڑانے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ "دُنیا میں الٰہی انصاف لانے کے لیے ہمارا انسانی کردار" کیا ہے۔ یہ تحدّی آمیز موضوع اِس پس منظر میں مزید مشکل ہو گیا تھا کہ اِس پر غور و فکر بین المذاہب تناظر میں مدّ نظر تھا اور مذہبی طور پر غیر ہم آہنگ معاشرے میں زندگی سے اس کا مستقل حوالہ تھا۔"

"کورس کا اندازِ فکر لنکا کے دینیاتی کالج (سری لنکا) کے اساتذہ ڈاکٹر اے والڈاک اور بیگم لیورین والڈاک نے طے کیا تھا۔ انھوں نے شرکاء کی توجہ اُن کے تعصبات اور سوچی سمجھی آراء کی جانب دلائی جو کسی بھی بین المذاہب مکالمے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اُنھوں نے عمرانیات، فلسفہ اور بائبل کے غور و فکر پر مبنی بین المذاہب ربط کے لیے کئی مفید ماڈل بھی تجویز کیے۔

ہندوستان کے متعدّد ممتاز ماہرین دینیات اور دانشوروں نے کورس کے دوران میں موضوع پر قابلِ قدر خیالات پیش کیے۔ سینٹ جان سیمینری حیدر آباد کے ریکٹر ڈاکٹر پرکاش نے سماجی انصاف پر ہندو افکار کا خاکہ پیش کیا۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے سابق سربراہ ڈاکٹر انور معظم نے اسی موضوع پر اسلام کے حوالے سے گفتگو کی۔ جواہر لال نہرو یونیورسٹی [دہلی] کے پروفیسر اے۔ ڈبلیو۔ اظہر نے اسلام کی متصوّفانہ روایت پر لیکچر دیے اور تصوف کے تناظر میں انصاف پر زور دیا۔ تامل ناڈو تھیولاجیکل سیمینری میں مکالمہ بین المذاہب پروگرام کے رابطہ کار ڈاکٹر اسرائیل سیل وانایاگم نے بائبل سے متعلق فکر انگیز لیکچر دیے جو بین المذاہب تعلقات اور تصوّرِ انصاف کے حوالے سے شرکاء کے لیے ایک چیلنج تھے۔

کورس کے دوران میں علم و فضل اور بحث و نظر کے حوالے سے اہم شخصیت ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) کی فری یونیورسٹی کی تھیالوجیکل فیکلٹی کے ڈاکٹر این ٹون ویسلز تھے۔ ڈاکٹر ویسلز نے اپنی گفتگو میں عمومی موضوع سے متعلق بہت سے پہلوؤں پر مسیحی اور اسلامی روایات کے منابع پیش نظر رکھے۔ اُنھوں نے دوسرے مذاہب کی دینیات کی انجیلی بنیادوں پر مختصر بحث سے گفتگو کا آغاز کیا اور "سماجی انصاف" کے پہلو کو نمایاں کیا جو اکثر نظر انداز ہو جاتا ہے۔

کورس کا انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ بحث و گفتگو میں شرکاء کا حصہ زیادہ سے زیادہ ہو۔ بحث و مباحثہ اکثر مفید اور دلچسپ رہا، کیوں کہ اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ نظریاتی اور علمی پہلوؤں کے ساتھ حقیقی زندگی کے مسائل کے درمیان توازن ہو۔ کئی شرکاء نے تسلیم کیا کہ اِس کورس کی وجہ سے انصاف سے متعلق مسائل، بین المذاہب روابط اور یسوع مسیح کی شہادت کے بارے میں اُن کے نقطۂ نظر میں تبدیلی آئی اور وسعت پیدا ہوئی ہے۔